ڈاکٹر محمد اشرف کمال

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو ،جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

زبان میں املا اور تلفظ کی اہمیت

Dr. Muhammad Ashraf Kamal

Asst. Professor Department of Urdu, G C University, Faisalabad

Impartance of Orthography and Pronunciation in Language

The language is the name of the system in which phoneme, alphabets and symbols play a major and basic role. Pronunciation is a social activity which has the link with basic unifications. To say every word which reflects some what pronunciation which resembles with the built of any word and no one has the right to change its infrastructure. There is a uniformity in the making of script and pronunciation play an important role in a language. Although it seems some difference did come up in writing and speech. The scripts and pronunciations play a cardinal role in the development of language.

املا ایک سادہ سا لفظ ہے مگر اس کا تعلق براہ راست زبان اور قواعد سے ہے۔اگر کسی زبان میں لکھی گئی کتب یا تحریروں میں الفاظ وتراکیب اور حروف کا املا درست نہ ہوگا تو اس سے زبان میں بگاڑ پیدا ہونے کا احتمال ہے۔لفظ کن حروف سے مل کر بنا ہے۔لفظ میں حروف کی ترتیب کو کیسے ہونا چاہئے یہ سب املا سے متعلق ہے۔املا میں صحت اور اصلاح کا عمل جاری وساری رہتا ہے۔زندہ زبانوں میں دوسری زبانوں سے الفاظ وتراکیب شامل ہوتے رہتے ہیں اور دوسری زبانوں سے لیے گئے ان الفاظ وتراکیب کی املا کے حوالے سے مختلف مسائل سامنے آتے رہتے ہیں۔اسی طرح لکھنے والے دانستہ وغیر دانستہ بعض اوقات الفاظ وتراکیب کی املا تبدیل کرتے رہتے ہیں ۔اس تبدیلی کی وجہ سے املا میں اصلاح کی گنجائش پیدا ہوتی رہتی ہے۔

املا کا تعلق لکھنے سے ہے۔کون سا لفظ کس طرح لکھا جائے ۔اور کون سے حروف استعمال میں لائے جائیں۔اسی کا نام املا ہے۔(۱) بقول رشید حسن خاں رسم الخط کسی زبان کو لکھنے کی معیاری صورت کا نام ہے اور رسم خط کے مطابق ،صحت سے لکھنے،کا نام املا ہے۔(۲)''املا میں اصل اصول یہ ہے کہ آپ لفظ کو اس طرح لکھیے جس طرح آپ بولتے ہیں۔'' (۳) رشید حسن خان املا کی تعریف میں لکھتے ہیں:

''املا دراصل ،لفظوں میں صحیح حرفوں کے استعمال کا نام ہے اور جو طریقہ ان حرفوں کے لکھنے کے لیے استعمال کیا

جا تا ہے، وہ ''رسم خط'' کہلاتا ہے۔''اس بات کو اختصار کے ساتھ یوں بھی کہا گیا ہے کہ املا ''لفظوں کی صحیح تصویر کھینچنا'' ہے۔''(۴)

رسم خط کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے کیونکہ رسم خط زبان کو تحریری بنیادیں اور استناد فراہم کرتا ہے۔رسم خط ہے تو پھر املا کے وجود کا جواز ہوگا وگرنہ نہیں۔رسم خط اور املا اور رسم خط میں تعلق کو بیان کرتے ہوئے رشید حسن خاں لکھتے ہیں:

''املا اور رسم خط میں وہی نسبت ہے جو مثلاً پھول اور اس کے رنگ اور خوش بو میں ہوتی ہے۔پھول نہ ہو تو نہ رنگ کا وجود متعین ہو پائے گا، نہ خوش بو کو ٹھکانا ملے گا۔''(۵)

تلفظ کے لغوی معنی ''بات کہنا، لفظ کا منہ سے ادا کرنا اور لہجہ'' کے ہیں۔(۶) زبان بولنے، پڑھنے اور لکھنے میں تلفظ کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔اس حوالے سے اعراب بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔اعراب کی مدد سے ہم کسی بھی لفظ کے صحیح تلفظ تک پہنچ سکتے ہیں۔اعراب حروف پر ڈالی گئی علامات کو کہا جاتا ہے۔ان علامات میں زبر، زیر، پیش، جزم،تنوین،تشدید، مد، ہمزہ شامل ہیں۔ڈاکٹر سہیل بخاری کے بقول:

''زبان کے ہر لفظ کو بولنے کا طریقہ جسے تلفظ کہتے ہیں اس کی گھڑت کے ساتھ ہی وضع ہوتا ہے، یہ ایک اجتماعی عمل ہے جو افراد معاشرہ کی باہمی رضامندی سے رواج پاتا ہے۔اسلیے کسی فرد واحد کو تلفظ کے بدلنے یا بگاڑنے کا حق نہیں ہوتا۔''(۷)

بقول رشید حسن خان: لسانیات میں غلط کوئی چیز نہیں ہوتی مثلاً ایک لفظ کو تین طرح سے لکھا گیا ہے یا بولا گیا ہے تو کسی کو غلط نہیں کہیں گے۔نہ تلفظ کو نہ اس کی املا کو کیونکہ جو چیز استعمال میں آجاتی ہے وہ غلط ہو ہی نہیں سکتی۔ہاں علمی بحثوں میں ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ ان تین شکلوں میں مروج صورت یہ ہے۔(۸)

زبان ایک نظام کا نام ہے جس میں آوازیں اور حروف وعلامات بنیادی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔حروف والفاظ کے ذریعے ہم متکلم آوازوں کو بعینہ محفوظ کر لیتے ہیں جیسا کہ وہ زبان سے ادا کی گئی ہوں۔تلفظ اور زبان ایک معاشرتی سرگرمی ہے جس کا تعلق سماج کی بنیادی اکائیوں میں کیا جا سکتا ہے۔ڈاکٹر سہیل بخاری لکھتے ہیں:

''لپی ہی کی طرح تلفظ بھی ایک اجتماعی عمل ہے جو افراد معاشرہ کی عام رضامندی سے رواج پاتا ہے۔چنانچہ کسی بھی معاشرے کی آوازوں اور حروف میں مکمل آہنگی ہوتی ہے۔اسی طرح وہاں کی زبان کا تلفظ اور لپی بھی باہمد گر پیوست ہوتے ہیں۔وجہ ظاہر ہے کہ حروف آوازوں کے لیے وضع ہوئے ہیں اس لیے تلفظ کو لپی پر تقدم حاصل ہے لپی تلفظ کی اسی طرح مطیع ومنقاد ہوتی ہے۔جس طرح غلام آقا کا۔''(۹)

زبان میں املا اور تلفظ کی یکسانیت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔زبان کی فصاحت اور بلاغت کے لیے ضروری ہے کہ الفاظ کا تلفظ ،املا یعنی لکھائی کے مطابق ہونا چاہیے لیکن اکثر دیکھا گیا ہے کہ زبانوں میں املا اور تلفظ میں کئی جگہ اختلاف بھی پیدا ہو جاتا ہے۔یہ اختلاف اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ املا کے مسائل حوالے سے زبان میں الفاظ وحروف کو درست کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ضروری بقول وارث سرہندی:

''اصولی طور پر یہ درست ہے کہ کسی زبان کے املا اور تلفظ میں یکسانی ہونی چاہیے۔مگر ایسا عموماً ہوتا نہیں ہے۔ایک زبان پر کیا موقوف ہے، بہت سے معاملات میں انسان چاہتا کچھ ہے اور ہوتا کچھ ہے۔زبان کے معاملے میں بھی

کچھ ایسی ہی صورت سامنے آتی ہے۔انگریزی اور عربی کا شمار دنیا کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ زبانوں میں ہوتا ہے ان میں بھی املا اور تلفظ کا توافق بہ تمام وکمال موجود نہیں ہے بلکہ مقابلتاً اردو میں املا اور تلفظ میں زیادہ مطابقت پائی جاتی ہے۔''(۱۰)

عربی کے چند الفاظ جیسے رحمٰن ،اسحٰق ،اسمٰعیل ،زکوٰۃ ،صلوٰۃ ،یٰسین ،میں الف لکھائی میں نہیں آتا مگر تلفظ میں بولا جاتا ہے۔اردو میں ان کو الف سے لکھنا زیادہ مناسب ہے۔جیسے رحمان ،اسحاق ،اسماعیل ،زکات ،صلات ،یاسین وغیرہ لکھنا چاہئے۔(۱۱) ہر زبان کی اپنی ساخت اور ضروریات ہوتی ہیں۔انہی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے الفاظ کا املا طے کیا جاتا ہے۔

زبان میں الفاظ کی خواندگی اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔بچے کو شروع ہی سے مختلف حروف کی پہچان کرائی جاتی ہے۔بعد میں جن سے بچہ مختلف الفاظ بنانے کی مشق کرتا ہے۔خواجہ غلام ربانی مجال لکھتے ہیں:

''حروف تہجی کی تصویروں کی مکمل بے عیب اور یقینی پہچان اور ان کا درست تلفظ وہ پہلی سیڑھی ہے جس کو پڑھنے والا اگر خود بلا تردد پڑھ نہ پائے تو اس کا اگلی سیڑھی کی جانب سفر کرنا یا اسے سفر کرادینا ایک ایسا کار بے خیر ہے جس کا فائدہ تو مشکوک وموہوم ہے مگر نقصان بدیہی بلکہ از بس یقینی ہے۔''(۱۲)

مختلف زبانوں میں مختلف الفاظ کے صحیح تلفظ کے لیے اعراب کی مدد لی جاتی ہے۔رومن میں اعراب کی جگہ واولز کا استعمال کیا جاتا ہے۔ہندی میں ماترائیں اعراب کی جگہ استعمال ہوتی ہیں۔اردو میں اعراب کے لیے حروف کے بجائے زیر زبر پیش کے مختصر نشانات لگائے جاتے ہیں۔اس کی ضرورت بھی کچھ دنوں تک رہتی ہے بعد میں جب مشق زیادہ ہو جاتی ہے تو جملے کی ساخت اور مفہوم کے لحاظ سے ہر لفظ کے اعراب خود بخود ذہن میں ابھرنا شروع ہو جاتے ہیں۔(۱۳)

ایک زبان کے الفاظ کا تلفظ دوسری زبان میں آکر بدل جاتا ہے بلکہ املا تک بدل جاتا ہے۔زیادہ تر زبانوں کے حروف ایسے ہیں جو دیگر زبانوں میں نہیں پائے جاتے۔جبکہ کچھ حروف مشترک ہیں اسی وجہ سے ان حروف کے تلفظ میں بھی اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔بقول ڈاکٹر سہیل بخاری

''کسی کسی زبان میں ایسی مخصوص آوازیں بھی نکل آتی ہیں جو دوسرے علاقوں میں نہیں ملتیں مثلاً انگلستان میں ت، د، وغیرہ اور یونان وایران میں ٹ، ڈ، ڑ کی آوازیں نہیں ہیں۔عربی میں اے، او، پ، چ، ژ، ف، ش، و، ہ وغیرہ کی آوازیں عنقا ہیں۔(۱۴)

اردو میں حروف صحیح کی تعداد ۳۵ ہے جن میں خالص ہندی آوازیں ٹ، ڈ، ڑ کی ہیں، خالص فارسی آواز 'ژ' کی ہے۔خالص عربی آوازیں ذ،ض، ط، ظ، ث،ص، ع، ح، ء، کی ہیں جبکہ مشترک آوازوں میں ب، پ، ت، ج، چ، خ، د، ر، ز، س، ش، ف، غ، ک، ق، ل، م، ن، و، ہ، ی شامل ہیں۔ان اصوات وحروف میں ز، خ، ف، غ عربی اور فارسی میں مشترک ہیں۔پ، چ، گ ہندی اور فارسی میں اور ق عربی اور ترکی میں مشترک ہے۔باقی حروف ان تمام زبانوں میں ہیں جن سے اردو نے استفادہ کیا۔(۱۵) ہائے مخلوط کے ساتھ اردو میں مزید جو ۱۵ حروف صحیح بنتے ہیں وہ یہ ہیں: بھ، پھ، تھ، ٹھ، جھ، چھ، دھ، ڈھ، رھ، ڑھ، کھ، گھ، لھ، مھ، نھ۔

نھ سے بننے والے الفاظ جنھیں، انھیں، تمھیں، کو جنہیں اور انہیں اور تمہیں لکھنا غلط ہے۔اسی طرح ان کے تلفظ میں بھی فرق ہوگا۔مھ سے تمھارا ہوگا۔تمہارا لکھنا غلط ہوگا کیونکہ یہ تُم ہارا پڑھا جائے گا۔اسی طرح لھ سے چولھا اور دلھا۔

بعض الفاظ ایسے بھی ہیں جن کا تلفظ تو بڑی حد تک یکساں ہے مگر معنی ایک دوسرے سے جدا جدا ہیں۔مثلاً طاق اور تاک، سیاہ اور

سیاح، آری (کاٹنے والا اوزار) اور عاری؛ کل (آنے والا دن) اور کل (پرزہ)؛ علم اور الم، ہل اور حل، عرض اور ارض، جال اور جعل، نظر اور نذر، ثمر اور سمر (موسم گرما)، نقطہ اور نکتہ، لال اور لعل، عرض اور ارض، اسیر اور اثیر، نال اور نعل، نظیر اور نذیر، ثواب اور صواب، بصر اور بسر، قمر اور کمر، احتراز اور اعتراض، قوس اور کوس۔ بعض الفاظ کئی معانی دیتے ہیں مثلاً قلم (پین)، قلم (کاٹنا)۔ اسی طرح اکثر اوقات کچھ الفاظ کا املا اور تلفظ دونوں غلط لکھے اور بولے جاتے ہیں۔ مثلاً پروا کی جگہ پرواہ غلط ہوگا۔

بعض الفاظ میں املا اور تلفظ دونوں میں اختلاف ہوتا ہے مگر مغالطے کا امکان رہتا ہے۔ مثلاً اسرار اور اصرار، نکل اور نقل (جعلی)، نقل (کاپی)، سحر اور سَحَر، علم اور عَلَم؛ جُون اور جَون، اثر اور عصر، فقر اور فکر، شکر اور شکّر، سما اور سماں، قرب اور کرب، وزن اور وژن وغیرہ

اسی طرح چند الفاظ اور بھی ہیں جن کا تلفظ اور املا میں مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ مثلاً بَیر اور بیر، بُعد، بعد اور باد، بوجھ: وزن اور بوجھ: سمجھ، بیل: گائے کا مذکر اور بیل: پھولوں کی بیل، خَلق: مخلوق اور خُلق: اخلاق، دَور: زمانہ، دُور: فاصلہ، صَرف: خرچ اور صِرف: فقط، گرد: چاروں طرف اور گَرد: غبار، مُقَرَّر: تعین شدی اور مُقرِّر: تقریر کرنے والا، مَنّت: عہد اور مِنت: خوشامد، مَیل: گندگی اور مِیل: ملنا۔

حروف اور آواز کا باہمی تعلق ہوتا ہے اور حروف کا تلفظ بولنے والوں کے اشتراک سے غیر دانستہ و دانستہ طور پر رواج پاتا ہے۔ ہر علاقے کی بولی اور رسم الخط اپنے تلفظ کی امانت داری کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ اگر تلفظ اور حروف والفاظ کا باہمی رشتہ کمزور پڑ جائے تو زبان کی نشوونما کا عمل رک جاتا ہے۔ تحریر صوتی روایت کے بغیر استناد کھو دیتی ہے تلفظ کی درستی زبان کے فروغ اور ترویج کا باعث ہوتی ہے اس کے برعکس اگر تلفظ میں بگاڑ پیدا ہو جائے تو یہ صورتحال زبان کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگی۔ بقول ڈاکٹر سہیل بخاری:

> ''تلفظ کی تبدیلی ہماری یومیہ زندگی کا کتنا ہی معمولی واقعہ کیوں نہ سمجھا جائے دنیائے صوتیات میں اس کی اہمیت ایک جاں گسل اور ہوش ربا سانحے سے کم نہیں ہے۔''(۱۶)

اسی طرح بہت سے الفاظ اپنے املا کے برخلاف مختلف انداز سے بھی بولے جاتے ہیں۔ ایسا صرف اردو زبان ہی میں نہیں ہے بلکہ اکثر زبانوں میں ایسا پایا جاتا ہے کہ لفظ میں کچھ حروف بولتے وقت تلفظ میں نظر انداز کر دیے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر اقتدار حسین لکھتے ہیں:

> ''تقریباً ہر زبان میں تحریر اور تقریر میں تھوڑا بہت فرق ہوتا ہے۔ بعض الفاظ کو لکھتے ایک طرح سے ہیں اور اس کو بولتے دوسرے طریقے سے ہیں۔ یعنی بہت سے حروف ایسے ہیں جو کسی لفظ میں تحریر میں تو آتے ہیں لیکن تلفظ میں نہیں آتے۔ مثلاً اردو میں ''بالفرض'' یا ''فی الحال'' ایسے الفاظ ہیں جن میں الف اور ی کا استعمال تلفظ میں نہیں ہے۔''(۱۷)

فرانسیسی لفظ مادام انگریزی میں آ کر میڈم ہو گیا ہے۔ ٹیلی گراف فارسی میں تلگراف اور عربی میں تلغراف ہو گیا۔ قدیم ہندیورپی کا آتم انگریزی میں ایٹم ہو گیا۔ عربی میں ٹ کو ط اور ڈ کو ذ سے لکھا جاتا ہے۔ مثلاً اٹلی (اطالینا)، ڈائبٹیز (ذیابیطس)۔(۱۸)

پاکستان کو عربی میں الباکستان لکھا جاتا ہے کیونکہ عربی میں پ نہیں ہے پ کی آواز کے متبادل ب کی آواز کو لیا جاتا ہے۔

فارسی الفاظ ذ سے لکھنا غلط ہے۔ جیسے شکر گزار درست ہوگا شکر گذار نہیں، اسی طرح پزیر پارسی لفظ ہے اور اس کا املا پزیر ہے۔ پذیر غلط ہوگا۔ طائے تازی خالص عربی حرف ہے اور توتا ہندی پرند۔ اس لیے توتا ط سے لکھنا غلط ہے۔ توتا ہندی سے آیا ہے۔ اصل لفظ تعزیہ اور مصالحہ ہیں۔ انھیں تازیہ اور مسالا یا مصالا لکھنا غلط ہے۔(۱۹) رشید حسن خاں کے بقول: دلچسپ صورت حال یہ پیدا ہوئی کہ ''گزارش'' (بہ معنی عرض داشت) کو زال سے لکھا جانے لگا، یعنی: گذارش۔ اور گذشتہ کو ز سے لکھنے لگے، یعنی: گزشتہ جب کہ ان کی صحیح صورت ''گزارش'' اور ''گذشتہ'' ہے۔ اس امتیاز کو واپس لانا بھی صحتِ املا میں شامل ہے۔(۲۰)

انگریزی کے ہاسپٹل کو ہسپتال لکھا جاتا ہے۔اسی طرح اکیڈمی کو اکادمی ،ٹکنیک کو تکنیک،سٹیشن کو اسٹیشن،سکیم کو اسکیم،سپیشل کو اسپیشل،سٹیٹ کو اسٹیٹ،سٹرینج کو اسٹرینج،سپیس کو اسپیس،سکوائر کو اسکوائر،سٹوری کو اسٹوری،سٹور کو اسٹور،سٹبلشمنٹ کو اسٹبلشمنٹ اور سکول کو اسکول لکھا جاتا ہے،جس کی وجہ سے اردو زبان میں ان الفاظ کا تلفظ بھی تبدیل ہوجاتا ہے۔

ایک زبان سے دوسری زبان میں الفاظ کے تلفظ کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ ایک زبان سے دوسری زبان میں جانے کے بعد یوسف کو جوزف،میکائیل کو مائیکل،یعقوب کو جیکب اور سلیمان کو سالومن لکھا جاتا ہے۔

اسی طرح اردو میں آکر بہت سے انگریزی الفاظ کا تلفظ اور املا تبدیل ہوگیا ہے۔مثال کے طور پر اصل لفظ تو لیمٹرن (Lantern) ہے لیکن اردو میں لالٹین ہوگیا۔بالکل اسی طرح جس طرح صحیح تلفظ ریکروٹ (Recruit) ہے لیکن اسے رنگروٹ بولا جاتا ہے۔(۲۱)

اسی طرح بہت سے الفاظ ایک زبان سے دوسری زبان میں آکر تبدیل ہوجاتے ہیں۔ہر زبان میں الفاظ کو اپنانے کا عمل جاری رہتا ہے۔ہر زبان میں دوسری زبان سے آنے والے الفاظ کو یا تو ہو بہو لے لیا جاتا ہے یا اس میں ذرا سی تبدیلی کے ساتھ اسے اپنا لیا جاتا ہے۔اس صورت میں تلفظ کی تبدیلی سے گریز نہیں۔بعض اوقات ایک ہی جیسی آوازوں والے حروف بھی تلفظ کو متاثر کرتے ہیں۔لفظ دوسری زبان میں جاکر اپنا پہلا اور اولین تلفظ کھو دیتا ہے اور اس کا نیا تلفظ رائج ہوجاتا ہے۔بقول اعجاز راہی:

> ’’اگر لفظ غیر فطری انداز میں جنم لیتا ہے یا اپنے جغرافیائی اور ثقافتی پس منظر میں تشکیل پانے کے بجائے دوسری زبانوں سے دخیل ہوتا ہے اور اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس کی صوت وصورت میں تبدیلی نہ کی جائے تو املا اور تلفظ کا مسئلہ جنم لیتا ہے۔‘‘(۲۲)

زبان میں تلفظ کی بہت اہمیت ہوتی ہے،جن الفاظ کا تلفظ کانوں کو برا لگتا ہے یا جن کو بولنے میں دشواری ہو اس تلفظ کو آہستہ آہستہ متروک کردیا جاتا ہے۔بہت سے الفاظ کا متبادل یا مترادف الفاظ کا استعمال عمل میں آنے لگ جاتا ہے۔

کسی بھی معاشرے میں زبان بولنے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ زبان کو صرف اور صرف اظہار مدعا کا وسیلہ سمجھتے ہیں اور اس کی تراش خراش،فصیح یا غیر فصیح ہونے کو اہمیت نہیں دیتے جبکہ دوسرا طبقہ وہ ہے جو زبان کی تراش خراش اور اس کے فصیح و بلیغ ہونے کو ضروری سمجھتا ہے۔اسی طبقے کی بدولت زبان کے اصول وقواعد عمل میں آتے ہیں اور اس کے لیے فصیح الفاظ کا انتخاب کیا جاتا ہے دوسری زبانوں سے الفاظ لینے کے لیے اصول مرتب کیے جاتے ہیں،ان کے تلفظ اور املا پر بات کی جاتی ہے۔ڈاکٹر سہیل بخاری لکھتے ہیں:

> ’’زبان میں فصیح وغیر فصیح اور بہتر وبدتر کی اصطلاحیں صرف ادیب ہی کام میں لاتے ہیں۔عوام ثقل وتنافر کی کسوٹیوں پر زبان کی صفائی نہیں کیا کرتے بلکہ وہ زبان کو صرف اس لیے استعمال کرتے ہیں کہ ان کی زندگی کی ضروریات پوری ہوجائیں۔انھیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ کوئی لفظ فصیح ہے یا گنوار۔‘‘(۲۳)

مختلف حلقوں کی طرف سے یہ بات بھی سامنے آتی رہی کہ اردو میں مستعمل ایک ہی آواز رکھنے والے ایک سے زیادہ الفاظ کے بجائے کسی ایک لفظ پر اکتفا کرلیا جائے تو اس طرح اردو میں حروف تہجی کی تعداد کو کم کیا جاسکتا ہے جس سے اردو زبان سیکھنے والوں کو بھی سہولت ہوگی۔مگر یہ اس لیے ناممکن ہے کہ بعض ہم آواز الفاظ جس کا تلفظ ایک ہی ہے صرف حروف کے اختلاف سے الگ پہچان اور معنی رکھتے ہیں اور اسی اختلاف کے سبب ان کی تفہیم ہوتی ہے۔مثلاً ارض اور عرض،صورت اور سورۃ،حل اور ہل ،حالی اور جعلی وغیرہ۔اگر ہم ا،ع؛ز،ذ،ض،ظ؛ہ،ھ،ح؛ت،ط،ث،س،ص؛ی،ے؛میں سے صرف ایک ایک حرف کو اپنالیں اور باقی کو چھوڑ دیں تو اس سے بہت سے

مسائل پیدا ہوں گے جو نہ صرف معانی کی تفہیم وتشریح کو مجروح کریں گے بلکہ اس سے زبان کی فصاحت و بلاغت بھی متاثر ہوگی۔

عام زندگی میں بولے جانے والے مختلف الفاظ کے تلفظ میں کہیں کہیں اختلاف نظر آتا ہے۔ مثلاً کچھ لوگ غَلَط کو غَلْط بولتے ہیں۔ اسی طرح مختلف الفاظ غلط معنوں میں بھی استعمال کیے جاتے ہیں مثلاً مشکور کو اکثر اوقات ممنون کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔

بعض الفاظ لکھنے میں ایک جیسے ہوتے ہیں مگر ان کا تلفظ جملے کی ساخت کے حوالے سے مختلف ہوتا ہے جیسے

''کیا کیا خضر نے سکندر سے'' میں پہلا کیا پوچھنے کے معنوں میں اور دوسرا کیا کرنے کے معنوں میں۔ پہلا کیا اردو شاعری میں دو حرفی سمجھا جاتا ہے جبکہ دوسرا کیا جو کرنے کے معنوں میں ہے تین حرفی ہوتا ہے۔

بہت سے الفاظ ایسے ہیں جن کا تلفظ ایک جیسا ہے یا ان میں صوتی آہنگ پایا جاتا ہے، ان الفاظ کو پڑھتے ہوئے عبارت اور لفظ کی املا کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

آک: پودا اور عاق: محروم کرنا جائیداد سے، ابد: ہمیشہ اور عبد: بندہ، اثاث: سامان اور اساس: بنیاد، احرام: حج کا لباس اور اہرام: مصر کے قدیم مقبرے، اقرب: رشتے دار اور عقرب: بچھو، امارت: امیری اور عمارت: بلڈنگ، برس: سال اور برص: پھلبہری، پارا: سیماب اور پارہ: حصہ، تابع: ماتحت اور طابع: چھاپنے والا، تیار: آمادہ اور طیار: اڑنے والا، ثواب: نیکی کا بدلہ اور صواب: ٹھیک ہونا، ثور: بیل اور صور: آواز، حامی: حمایتی اور ہامی: ہمت والا، حَرَج: رکاوٹ اور ہرج: نقصان، حزم: احتیاط اور ہضم: پچنا، حلال: جائز اور ہلال: پہلی کا چاند، دفعہ: شمار اور دفع: دور، زن: عورت اور ظن: گمان، سبحہ: تسبیح والا اور صبح: سویرا، سرف: فضول خرچی اور صرف: خرچ، سفر: راہ چلنا اور صفر: قمری مہینہ، حال: حالت اور ہال: بڑا کمرہ، ذو: دو اور ضو: روشنی، مامور: مقرر اور معمور: بھرا ہوا، متاسف: افسوس کرنے والا اور متصف: وصف والا، نالا: بڑی ندی اور نالہ: فریاد، نذر: پیش کش اور نظر: نگاہ، نسب: نسل اور نصب: گاڑنا، قلب: دل اور کلب: کتا اور کلب: انگریزی کا لفظ، کلی: پھول اور قلعی: ملمع، چونا، مثل: کہاوت اور مسل: مسلنا، مربع: چوکور اور مربہ: پھل کا مربہ، مشاعرہ: شاعروں کی محفل اور مشاہرہ: تنخواہ، مشق: پریکٹس اور مشک: پانی کے لیے چمڑے کا تھیلا، مقدر: تقدیر اور مکدر: خراب، مقرر: تقریر کرنے والا اور مکرر: دوبارہ، نقطہ، صفر، ہندسہ اور نکتہ: باریک بات۔

عام لوگوں کی بول چال میں شاید تلفظ کی ذرا سی تبدیلی سے کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا مگر شاعری میں تلفظ کی ذرا سی ردوبدل سے بحر اور وزن میں تبدیلی واقع آجاتی ہے۔ اسی لیے شاعری میں لفظوں کے تلفظ کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔

مثلاً ''مَرَض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی''

اگر ''مَرْض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' ہو تو مصرع وزن اور بحر میں نہیں رہے گا۔ کچھ الفاظ ایسے بھی ہیں جن کا اردو شاعری میں مختلف تلفظ کے ساتھ استعمال رائج ہے۔ مثلاً گلستان کو، گُلِستان اور گُلِسْتَان (گُل + سِتَان) استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اردو شاعری میں طَرَح اور طَرْح دونوں تلفظ میں استعمال کیا جاتا ہے۔

شاعری اور الفاظ کے تلفظ کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ شاعری کے اوزان تلفظ کی مدد سے وضع کیے جاتے ہیں۔ اگر کسی لفظ کا تلفظ صحیح معلوم نہ ہو تو اس کا وزن اور بحر بھی متاثر ہوگی۔ شاعری میں وزن کا دارومدار لفظوں میں متحرک اور ساکن حروف کی ترتیب پر ہوتا ہے۔ یہی متحرک اور ساکن حروف بحر میں ارکان کے نام سے موسوم کیے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر گیان چند جین لکھتے ہیں:

> ''اردو عروض لفظ میں حرکت اور سکون کے وقوع پر مبنی ہے۔ زبر زیر اور پیش کو ملا کر حرکت کہتے ہیں۔ عروض میں زبر زیر پیش کی معنویت یکساں ہے ان کے فرق کو نظر انداز کر کے سب کو حرکت کے تحت لیتے ہیں۔ حرکت وسکون کے

اجتماع سے ذیل کے ساکن الآخر اجزا ترتیب پاتے ہیں۔"(۲۴)

عروضیوں کے نزدیک ارکانِ بحر تین ہیں:

۱۔سبب: دوحرفی کلمہ ہے۔ اگر پہلا متحرک اور دوسرا ساکن ہے جیسے ہم،تم تو سبب خفیف ہے اور اگر دونوں متحرک ہین تو سبب ثقیل ہے جیسے دل

۲۔وتد: سہ حرفی کلمے کو کہتے ہیں پہلا اور دوسرا حرف متحرک اور تیسرا ساکن ہو تو وتد مجموع ہوگا جیسے قلم، اگر پہلا حرف متحرک اور دوسرے دو ساکن ہوں تو وتد مفروق ہوگا جیسے صبر، درد۔

۳۔فاصلہ: چار حرفی کلمے کو کہتے ہیں پہلے تین متحرک ہوں آخری ساکن فاصلہ صغریٰ ہوگا جیسے طلبی۔ اگر چار حروف متحرک ہوں اور پانچواں ساکن تو فاصلہ کبریٰ ہوگا۔(۲۵)

عربی میں عربی، طلبی، علوی بولا جاتا ہے۔ مگر اردو میں فاصلہ کم ہی بولا جاتا ہے عوام سہولت کی خاطر اس کے دوسرے متحرک حرف کو ساکن کر لیتے ہیں۔ سبب متوسط میں پہلا حرف متحرک اور دوسرے دو ساکن ہوتے ہیں جیسے صبر، کار، جان وغیرہ جبکہ سبب وتد کثرت میں دو حرف متحرک اور بعد کے دو ساکن ہوتے ہیں جیسے نہاد، خیال، سپرد، بزرگ وغیرہ۔(۲۶)

اسی طرح ضرورت شعری کی مطابق کہیں میری، میرے، میرا اور کہیں اس کے بجائے مری، مرے، مرا استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح مجھ کو، تجھ کو، ہم کو، ان کو جن کو' کے بجائے بعض جگہ ضرورت شعری کو سامنے رکھتے ہوئے مجھے، تجھے، ہمیں، انھیں اور جنھیں استعمال کیا جاتا ہے۔ یوں شاعری میں وزن اور بحر کی ضروریات اور تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان الفاظ کا املا بھی بدل جاتا ہے اور املا کے ساتھ ساتھ تلفظ بھی۔ اسی طرح جب ہم انگریزی کے الفاظ سکول، سٹیشن، سکرین، سٹیتھیسکوپ کو اردو میں استعمال کرتے ہیں تو الف کا اضافہ کر کے اسکول، اسٹیشن، اسکرین، اسٹیتھسکوپ وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔ مگر بعض جگہ شعری ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے انگریزی کا تلفظ بھی اپنا لیا جاتا ہے۔

تلفظ عام زندگی میں ہو یا شاعری میں اپنی جگہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ زبان میں ترقی اور فروغ کے عمل میں املا اور تلفظ بھی اساسی کردار کے حامل ہوتے ہیں۔ پڑھے لکھے لوگ جب کسی شخص کو غلط تلفظ بولتے ہوئے سنتے ہیں تو وہ اس بات کو محسوس کرتے ہیں۔ انسان کے اخلاق اور مزاج میں زبان کی شائستگی اور سلاست بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مہذب معاشروں میں زبان کے لکھنے اور بولنے کی صحت کا خصوصی خیال رکھا جاتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ منصف خان صحاب، نگارستان، لاہور، دارالتذکیر، ۲۰۰۴ء، ص ۳۱۶

۲۔ رشید حسن خاں، اردو املا، لاہور مجلس ترقی ادب، ص ۱۲

۳۔ اردو زبان میں تحقیق کی اہمیت اور موجودہ صورت حال مشمولہ لسانی مذاکرات، مرتبہ شیما مجید، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۶ء، ص ۳۲۱

۴۔ رشید حسن خاں، اردو املا، لاہور مجلس ترقی ادب، ص ۲۱

۵۔ رشید حسن خاں، اردو کیسے لکھیں (صحیح املا)، رابعہ بک ہاؤس لاہور، ص ۸

۶۔ نورالحسن نیر' مولوی، نوراللغات، لاہور سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء، ص ۲۲۰

۷۔ سہیل بخاری، ڈاکٹر، اردو رسم الخط کے بنیادی مباحث، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۸ء، ص ۱۰۱

۸۔ اردو زبان میں تحقیق کی اہمیت اور موجودہ صورت حال مشمولہ لسانی مذاکرات، مرتبہ شیما مجید، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان ،۲۰۰۶ء۔ص ۳۲۰، ۳۲۱

۹۔ سہیل بخاری، ڈاکٹر، لسانی مقالات، حصہ سوم، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۱ء، ص ۸۵

۱۰۔ وارث سرہندی، زبان و بیان (لسانی مقالات)۔ اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۹ء، ص ۳۱

۱۱۔ رشید حسن خاں، اردو کیسے لکھیں، ص ۲۳

۱۲۔ مجال، خواجہ غلام ربانی، اردو خواندگی سیکھنے کی منازل، مشمولہ ماہنامہ اخبار اردو اسلام آباد، ستمبر ۲۰۰۳ء، ص ۲۷

۱۳۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو املا اور رسم الخط (اصول و مسائل)، لاہور، الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۰۴ء، ص ۸۲، ۸۳

۱۴۔ سہیل بخاری، ڈاکٹر، لسانی مقالات، حصہ سوم، ص ۸۶

۱۵۔ ذوالفقار غلام حسین، ڈاکٹر، قومی زبان کے بارے میں اہم دستاویزات، جلد اول، حصہ اول، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء، ص ۸

۱۶۔ سہیل بخاری، ڈاکٹر، لسانی مقالات، حصہ سوم، ص ۸۷

۱۷۔ اقتدار حسین، ڈاکٹر، اردو صرف و نحو، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، دوسرا ایڈیشن، ۱۹۹۸ء، ص ۱۲

۱۸۔ سہیل بخاری، ڈاکٹر، لسانی مقالات، حصہ سوم، ص ۸۷، ۸۸

۱۹۔ اردو زبان اور اسالیب، جلد اول، سید محمد محمود رضوی مخمور آبادی، کراچی، آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، س ن، ص ۲۶۶ تا ۲۶۸

۲۰۔ رشید حسن خاں، اردو املا، مجلس ترقی ادب، لاہور، ص ۱۵، ۱۶

۲۱۔ نجیبہ عارف، معیاری اردو قاعدہ، مشمولہ اخبار اردو اسلام آباد، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۱۱

۲۲۔ اعجاز راہی (مرتب)، حرف آغاز مشمولہ روداد سیمینار املا و رموز اوقاف کے مسائل، اسلام آباد مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء، ص ۴

۲۳۔ سہیل بخاری، ڈاکٹر، لسانی مقالات، حصہ سوم، ص ۷۱

۲۴۔ گیان چند جین، ڈاکٹر، اردو کا اپنا عروض، لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۹۱ء، ص ۱۷

۲۵۔ منصف خان صحاب، نگارستان، ص ۱۸۱، ۱۸۲

۲۶۔ گیان چند جین، ڈاکٹر، اردو کا اپنا عروض، ص ۱۸